اصولیین کے نزدیک حروفِ عطف اور تفسیر قرآن

(حرف واؤ کی بحث)

حافظ عبداللہ*

حروف کی دو اقسام ہیں ایک حروف مبانی اور دوسری حروف معانی۔ حروف مبانی وہ ہیں جن سے کلمہ یا لفظ مرکب ہوتا ہے لیکن وہ خود کلمہ یا لفظ نہیں ہوتے جیسے زید میں ز۔ی۔د حروف مبانی ہیں کہ ان سے لفظ زید مرکب ہے لیکن یہ حروف علیحدہ علیحدہ خود کلمہ یا لفظ نہیں ان کو حروف تہجی اور حروف الہجاء بھی کہتے ہیں۔

علامہ تھانوی ''کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم'' میں فرماتے ہیں:

''عرف العرب کما فی شرح المواقف یطلق علی ما یترکب منه الفظ نحو ا ب ت لا ألف و باء و تاء، فانها أسماء الحروف لا أ نفسها کما فی النظامی شرح الشافیة و یسمی حرف التهجی و حرف الهجاء و حرف المنبی.''(۱)

''عرفِ عرب میں ان کا اطلاق ان پر ہوتا ہے لفظ جن سے مرکب ہوتا جیسے ا، ب، ت نہ کہ الف، با، تا کیونکہ یہ اسماء حروف ہیں نہ کہ خود حروف، جیسا کہ شرح المواقف اور النظامی شرح شافیہ میں ہے، ان کو حروف تہجی یا حروف الہجا یا حروف مبانی کا نام دیا جاتا ہے۔''

مصطفیٰ جمال الدین ''البحث النحوی عندالاصولیین'' میں ''حرف'' پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وهذا الحرف.......... و قدم یوکن حروفا وحرکات غیرمستقلة عن اصول الکلمات، ولکنها تمتزج معها بحیث تساهم فی بناء معنی المفرد، او فی بناء معنی المرکب وقد اصطلح علیها. عند الاصولیین. ب (الهیئات) وعند النحاة ب (الصیغ).'' (۲)

'اور یہ حرف......حروف اور حرکات، اصولِ کلمات کے اعتبار سے غیر مستقل ہوتے ہیں لیکن ان کا جب باہم امتزاج ہوتا ہے تو اس لحاظ سے وہ مفرد (الفاظ) کے معنی کی تشکیل میں حصہ ڈالتے ہیں۔ یا مرکب جملوں کے معانی کی بنیاد بنتے ہیں۔ ان کو اصطلاحِ اصولیین میں ہیئات اور نحویوں کی اصطلاح میں صیغے کہا جاتا ہے۔''

حروف کی دوسری قسم حروفِ معانی ہیں اور یہ اسم اور فعل کے مقابلہ میں آتے ہیں۔ اور یہ خود کلمات ہیں لیکن اپنے

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

معنی میں دوسرے کلمات کے محتاج ہوتے ہیں یہی حروف ہیں جو افعال کے معانی اسماء تک پہنچاتے ہیں حروف کی یہی وہ قسم ہے جس سے علماء نحو بحث کرتے ہیں۔

علامہ ابن عقیل ''الفیہ ابن مالک'' کی شرح میں کلمہ، اسکی اقسام، اسم اور فعل کی تعریف کرنے کے بعد حرف کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وان لم تدل علی معنی فی نفسها. بل فی غیرها. فهی الحرف.''(۳)

''اگر چہ وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت نہیں کرتا لیکن اپنے غیر پر معنوی دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ حرف ہیں۔''

علامہ جرجانی علماء نحو کی اصطلاح ''حرف'' کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں:

''ما دل علی معنی فی غیره. '' (۴)

''جو اپنے غیر کے معنی پر دلالت کرتے۔''

علامہ سیوطیؒ ''الاشباہ والنظائر فی النحو'' میں فرماتے ہیں:

''واما حد حروف المعانی وهو الذی یلتمسه النحویون فهو ان یقال الحرف ما دل علی معنی فی غیره نحو من والی و ثم، وشرحه ان (ان) تدخل فی الکلام للتبعیض فهی تدل علی تبعیض غیرها لا علی تبعیضها نفسها وکذلک اذا کانت لابتداء الغایة کانت غایة غیرها. وکذالک سائر وجوهها وکذلک (الی) تدل علی المنتهی فهی تدل علی منتهی غیرها لا علی منتهی نفسها، وکذلک سائر حروف المعانی.'' (۵)

''جہاں تک حروف معانی کی تعریف کا تعلق ہے تو یہ وہ حروف ہیں جس سے نحویوں نے یہ مراد لی ہے کہ یہ وہ حروف ہیں جو اپنے غیر کے معنی پر دلالت کرتے ہیں مثلاً من، الی اور ثم وغیرہ۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ حرف 'من' کسی بھی کلام میں تبعیض کے لیے آتا ہے لیکن یہ تبعیض اس کے غیر کی ہوتی ہے نہ کہ حرف 'من' کی اپنی تبعیض ہوتی ہے اسی طرح یہ ابتداءِ غایت کے لیے آئے تو دوسرے کی غایت بتانے کے لیے ہوگا۔ یہی صورت اس کی تمام وجوہ کی ہے۔ حرف الیٰ انتہاء پر دلالت کرتا ہے اور یہ انتہاءِ غیر پر دلالت ہوتی ہے نہ کہ الیٰ اپنی ذات کے منتہاء پر دلالت۔ تمام حروف معانی اسی طرح ہیں۔''

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

علامہ تھانویؒ فرماتے ہیں:

" فهي اصطلاح النحاة كلمة دلت على معنى في غيره و يسمى بحرف المعنى ايضا، وبالا داة ايضا." (۶)

"نحویوں کی اصطلاح میں وہ کلمہ جو اپنے غیر کے معانی پر دلالت کرے۔ان کو حروف معانی بھی کہا جاتا ہے اور اداۃ بھی۔"

علامہ مصطفیٰ جمال الدین حروفِ معانی سے متعلق فرماتے ہیں:

"وهذا الحرف قد يكون كلمة مستقلة لها معنى خاص كالا بتداء والانتهاء والاستفهام، التمنى وامثالها تودية ضمن وظيفة الربط بين المفردات، وها ما اصطلح عليه ب (حروف المعانى). " (۷)

"یہ حروف کلمہ مستقلہ ہیں اور ان کے لیے خاص معنی ہیں جیسے ابتداء، انتہاء، استفہام، تمنا اور اس کی مثل دیگر معانی، یہ مفرد الفاظ کے مابین ربط کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ ان کو اصطلاحاً حروف معانی کہا جاتا ہے۔"

قرآن کریم کی تفسیر اور نصوص سے احکام شرعیہ سے استنباط و استخراج میں حروفِ معانی کے صحیح فہم کی انتہائی اہمیت ہے اس لیے علماءِ اصول نے بھی ان کو موضوع بحث بنایا ہے اور کتبِ اصول میں ان پر مفصل کلام کیا ہے۔

علماءِ اصول نے حروفِ معانی کی دو اقسام پر بحث کی ہے۔

۱۔حروفِ عطف ۲۔حروفِ جار

اس مقالہ میں علمائے اصول کی کتب کی روشنی میں حروفِ عطف اور تفسیر قرآن پر ان کے اثرات کے حوالے صرف حرف واؤ کے تناظر میں بحث کی جائے گی۔

حروف عطف:

عطف کے لغوی معنی پھیرنا، لوٹانا، مائل کرنا اور ایک سرے کو دوسرے سرے کی طرف موڑ دینا کے ہیں۔

امام راغب فرماتے ہیں:

"العطف يقال في الشيء اذا ثني احد طرفيه الى الآخر، كعطف الغصن والوسادة والحبل، ومنه قيل للرداء المثنى: عطاف، وعطفا الانسان جانباه من لدن راسه الى وركه، وهو الذى يمكنه ان يلقيه من بدنه. "(۸)

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''عطف کسی چیز کے بارے اس وقت کہا جاتا ہے جب اس کی ایک جانب کو دوسری جانب دہرا کر دیا جائے جیسا کہ ٹہنی کو موڑنا یا سرہانے کو موڑنا یا رسی کو دہرا کرنا۔اسی سے دوہری چادر کے لیے عطاف کا لفظ بولا جاتا ہے۔عطفا الانسان سے مراد اس کے دونوں طرف، سر سے اس کی سرین تک، مراد ہوتے ہیں اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب وہ اپنے بدن کو موڑ لے (یعنی دہرا ہو جائے)۔''

ابن منظور افریقی تحریر فرماتے ہیں:

''**وعطف عليه يعطف عطفا: رجع عليه بما يكره اوله بما يريد.**'' (۹)

''عطف،یعطف عطفا یعنی اس پر لوٹ آیا جس سے وہ نفرت کرتا تھا اور اسکی طرف مائل ہو گیا جو وہ چاہتا تھا۔''

حروف عطف کو بھی حروف عطف اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے ذریعے ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ یا ایک جملہ کو دوسرے جملہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور دونوں کی اعرابی حالت ایک ہی ہوتی ہے۔ان کے ماقبل کو معطوف علیہ اور مابعد کو معطوف کہتے ہیں۔

علامہ عبدالعزیز بخاری فرماتے ہیں:

''**العطف في اللغة الثني والرد يقال عطف العود اذا ثناه ورده الى الآخر فالعطف في الكلام ان يرد احد المفردين الى الآخر فيما حكمت عليه او احدى الجملتين الى الآخر في الحصول. و فائدته الاختصار واثبات المشاركة.**'' (۱۰)

''عطف لغت میں دہرا کرنا اور لوٹانے کے معنی میں ہے۔عطف العود اس وقت کہا جاتا ہے جب اس کو دہرا کیا جائے اور اس کے ایک سرے کو دوسرے طرف موڑ دیا جائے۔کلام میں عطف سے مراد یہ ہے کہ جب مفرد الفاظ میں سے ایک کو دوسرے کی طرف لوٹایا جائے جس میں وہ اس پر حکم ہوگا۔یا دو جملوں میں سے ایک کو دوسرے کی طرف معنویت کے حصول کے لیے لوٹایا جائے اس کا فائدہ اختصار اور مشارکت کا اثبات ہوتا ہے۔''

حروف عطف کل دس ہیں جو درج ذیل ہیں:

واو، فا، ثم، حتى، أو، بل، كن، لا، أم اور أما

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

علماءاصول نے کثرتِ استعمال اوراہمیت کے پیش نظر پہلے سات حروفِ عطف پر زیادہ بحث کی ہے لیکن ہم صرف واوٴ سے متعلق علماءِاصول کی ابحاث کوزیر بحث لائیں گے۔

واو:

تمام علماءاصول نے حروفِ عطف میں سے سب سے پہلے ''واؤ'' کو بیان کیا ہےاوراس تقدیم کی وجہ یہ ہے کہ ''واؤ'' کا مدلول مطلقاً دو چیزوں کوجمع کرنا ہے۔بخلاف دوسرے حروفِ عاطفہ کے کہ جن کا مدلول مقارنت یا ترتیب وغیرہ کی قید کے ساتھ مقید ہوتا ہے۔

علامہ عبدالعزیز بخاری فرماتے ہیں:

''لان العطف لاثبات المشاركة و دلالة الواو على مجرد الاشتراک و سائر حروف العطف يدل على معنى زائد على الاشتراک فان الفاء يوجب الترتيب معه وثم يوجب التراخي ومعه فلما كانت في تلک الحروف زيادة على حكم العطف صار كالمركبة معنى والواو مفرد والمفرد قبل المركب ، والحاصل ان العطف لما كان عبارة عن الاشتراک والواو متمخضة لا فادة هذا المعنى دون غيره صارت اصلا فى العطف.'' (۱۱)

''کیونکہ عطف (بنیادی طور پر) معنوی اشتراک کے (اظہارو) اثبات کے لیے ہوتا ہےاور (صرف) واؤ ہی مجرد اشتراک پر دلالت کرتا ہے جبکہ باقی تمام حروف عطفِ اشتراک کے ساتھ ساتھ کسی نہ کسی زاید معنی پر بھی دلالت کرتے ہیں جیسے فا ترتیب کولازم کرتا ہے ثم تراخی (یعنی بعد میں اور تاخیر سے ہونا) پر دلالت کرتا ہے۔اس لیے جب ان حروف میں حکمِ عطف کے ساتھ معنوی اضافہ بھی موجود ہوتا ہے تو یہ معانی کے لحاظ سے مرکب بن گئے اور واو معنی کے اعتبار سے مفرد ہےاور مفرد مرکب سے پہلے ہوتا ہے۔حاصل یہ ہے کہ جب عطف اشترک معنی سے عبارت ہےاور صرف واؤ ہی اس فائدہ کے حصول کے لیے مخصوص ہے اس لیے عطف میں واوٴ ہی اصل ہے۔''

علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

''الواو اصل حروف العطف ولهذا انفردت عن سائر حروف العطف باحكام.'' (۱۲)

''حروف عطف میں واوٴ اصل ہےاس لیے یہ عطف کے احکام میں دیگر تمام حروف سے منفرد ہے۔''

کلمہ ''واؤ'' مطلق عطف یعنی محض شرکت کے لیے آتا ہے گویا معطوف علیہ اور معطوف صرف حکم میں شریک ہوتے

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہیں اس کے معنی ''مقارنت'' یعنی دو چیزوں کا ایک زمانہ میں جمع ہونا اور ''ترتیب'' یعنی معطوف کا معطوف علیہ سے زمانہ میں موخر ہونا ملحوظ نہیں ہوتا۔ علماءِ احناف کی اکثریت کا یہی مذہب ہے جبکہ بعض شوافع کے نزدیک واو ترتیب کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

علامہ بزدوی فرماتے ہیں:

''الواو وهی عندنا لمطلق العطف من غیر تعرض لمقارنة و لا ترتیب وعلی هذا عامة اهل اللغة وائمة الفتوی وقال بعض اصحاب الشافعی ان الواو یوجب الترتیب.'' (۱۳)

''ہمارے نزدیک واؤ مطلقاً عطف کے لیے ہے۔ اس کے معنی کا نہ تو مقارنت سے کوئی تعلق ہے اور نہ ترتیب سے۔ یہی قول تمام اہلِ لغت اور ائمہ فتویٰ کا ہے۔ البتہ بعض اصحابِ شافعیؒ کا قول ہے کہ واؤ، ترتیب کو واجب کرتی ہے۔''

علامہ سرخسی حروفِ عطف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''الاصل فیه الواو فلا خلاف انه للعطف (ولکن عندنا هو للعطف) مطلقا فیکون موجبه لاشتراک بین المعطوف والمعطوف علیه فی الخبر من غیر ان یقتضی مقارنة او ترتیب، وهو قول اکثر اهل اللغة، وقال بعض اصحاب الشافعی ان موجب للترتیب.'' (۱۴)

''اصل یہی ہے کہ واؤ عطف کے لیے ہے اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ (لیکن ہمارے نزدیک وہ مطلقاً عطف کے لیے) اور اس سے معطوف و معطوف علیہ کے مابین خبر میں اشتراک کا وجوب مقصود ہوتا ہے نہ کہ اس کا اقتضاء مقارنت یا ترتیب ہے۔ یہ اکثر اہلِ لغت کی رائے ہے۔ البتہ بعض شافعیہ کا قول ہے کہ واؤ ترتیب کے وجوب کے لیے ہے۔''

علامہ نسفی فخر الاسلام بزدوی کی اتباع میں فرماتے ہیں؛

'' قالوا: ولمطلق العطف من غیر تعرض لمقارنة ولاترتیب.''

''انہوں نے کہا واؤ مطلقاً عطف کے لیے ہے اور اس میں مقارنت و ترتیب کے معانی سے کوئی تعرض نہیں ہوتا۔''

اور پھر اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

''وبه قال سیبویه وجمیع نحاة البصرة والکوفة.'' (۱۵)

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''یہی قول سیبویہ کا ہے اور یہی رائے تمام بصری و کوفی نحویوں کی ہے۔''

ملاجیون ''شرح نورالانوار علی المنار'' میں فرماتے ہیں:

''یعنی ان الواو ولمطلق الشرکة فان کان فی عطف المفرد علی المفرد فالشرکة ثابتة فی المحکوم علیه او به وان کان فی عطف الجمل فالشرکة فی مجرد الثبوت والتود، وبالجملة هو لا یتعرض للمقارنة کما زعمه بعض اصحابنا ولا للترتیب کما زعمه بعض اصحاب الشافعی فاذا قیل جاء نی زید و عمرو یحتمل انهما جاء اک معا او تقدم احدهما علی الآخر، وحجة الشافعی قوله : نحن نبدا بما بدا الله، فی قوله تعالیٰ: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (۱۶) ففهم النبی ﷺ منه الترتیب، وفی قوله تعالیٰ: ﴿وارکعوا واسجدوا﴾ (۱۷) فان تقدیم الرکوع علی السجود واجب، والجواب عن الاول: ان النبی ﷺ لعله فهم الترتیب من وحی غیر متلو، وانما احال علی الآیة باعتبار ان التقدیم فی الذکر لا یخلو عن الاهتمام والترجیح، وعن الثانی انه معارض لقوله تعالیٰ ﴿واسجدی وارکعی﴾ (۱۸) خطابا لمریم، فان تقدیم السجود علی الرکوع لیس بفرض بالاجماع.'' (۱۹)

''واؤ مطلقاً شرکت کے لیے ہے۔ اگر ایک واؤ ایک مفرد (لفظ) کے دوسرے مفرد لفظ کے درمیان عطف کے لیے ہو تو محکوم علیہ (جس کے بارے حکم دیا گیا) یا محکوم بہ (جس کی وجہ سے حکم شرعی وارد ہوا) کے ساتھ شرکت ثابت ہوگی۔ اور اگر واؤ جملوں میں عطف کے لیے آیا ہو تو صرف ثبوت اور وجود میں شرکت ہوگی۔ واؤ مقارنت کے معنی کے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں رکھتی جیسا کہ ہمارے بعض اصحاب کی رائے ہے۔ اور نہ ہی واؤ ترتیب کے معنی کے لیے آتا ہے۔ جیسا کہ بعض اصحاب شافعیؒ کا گمان ہے۔ چنانچہ جب کہا جاتا ہے (جاءنی زید وعمرو) میرے پاس زید اور عمرو آئے، تو یہ اس کا احتمال رکھتا ہے کہ دونوں اکٹھے آئے یا ان میں سے ایک دوسرے سے پہلے آیا۔ امام شافعیؒ کی (اپنے موقف کے حق میں) دلیل نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے آپؐ نے فرمایا: (نبدا بما بدا الله) ہم بھی اس سے شروع کرتے ہیں جس سے اللہ نے شروع کیا (آپؐ نے حج وعمر میں صفا ومروہ کی سعی کا آغاز کرنے کے بارے فرمایا کہ صفا سے شروع کرتے ہیں جس کے ذکر کو قرآن نے مروہ سے پہلے کیا) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

﴿اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا﴾ (اسی طرح امام شافعیؒ کی دوسری دلیل) فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وارکعوا واسجدوا﴾ چنانچہ رکوع کو سجود پر مقدم رکھنا ہے واجب ہے۔پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ عین ممکن ہے نبی کریم ﷺ نے صفا سے مروہ کی جانب سعی کرنے کی ترغیب وحی غیر متلو سے سمجھی ہو اور اس کو آیت پر محمول اس اعتبار سے فرمایا ہو کہ ذکر میں تقدیم، اہتمام اور ترجیح سے خالی نہیں ہوسکتی (یعنی قرآن میں اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کا ذکر، کسی دوسری چیز سے پہلے کرنا اس چیز کی اہمیت اور اس کی ترجیح کو بیان کرنے کے لیے ہوسکتا ہے)۔

اور دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿واسجدی وارکعی﴾ سے متعارض ہے جس میں مریمؑ سے خطاب فرمایا گیا۔(اس آیت میں سجدے کو رکوع پر مقدم کر کے بیان کیا گیا) سجود کی تقدیم رکوع پر بالاجماع فرض نہیں ہے۔''

امام الحرمین جوینی فرماتے ہیں:

''خاض الفقهاء فی الواو العاطفة، وانها هل تقتضی ترتيبا او جمع فاشتهر من مذهب الشافعی المصير الی انها للترتيب. وذهب اصحاب ابی حنيفة الی انها للجمع. و قد زل الفريقان: فاما من قال: انها للترتيب، فقد احتكم فی لسان العرب، فانا باضطرار نعلم من لغتها ولسنها ان من قال: رايت زيدا و عمرا، لم يقتض ذلک تقديم رؤية زيد، وقد يعلم الناطق والمخاطب ان رؤية عمرو كانت متقدمة، ويحسن نظم الكلام كذلک.

ومن اصدق الشواهد ابطال ادعاء الترتيب ان العرب استعملت والواو فی باب التفاعل، فقالت: تقاتل زيد و عمر، ولو قالت: تقال زيد ثم عمرو، لكان خلفا.

فان قيل: ان اذا قال الزوج لـلتی لم يدخل بها، انت طالق و طالق. طلقت واحدة، ولم تلحقها الثانية، ولو كانت الواو تقتضی جمع للحقتها الثانية، كما تطلق تطليقتين اذا قال لها: انت طالق طلقتين، وهذا تلبيس لايتلقی من مثله ماخذ اللسان، والسبب فی ان الثانية لا تلحقها ان الطلاق الثانی ليس تفسيرا لصدر الكلام، والكلام الاول تام، فبانت به، واذا قال: انت طالق

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تلقتين فالقول الاخير بعد استكمال الكلام اول فى حكم البيان له، فكان الكلام باخره، فهذا وجه الرد على من يرى الواو مرتبة.

واما من زعم انها للجمع، فهو ايجا متحكم، فانا على قطع نعلم ان من قال: رأيت زيدا و عمرا لم يقتض ذالك انه رآهما معا.

فاذا مقتضى الواو العطف والاشتراک، وليس فيه اشعار بجمع ولا ترتيب." (۲۰)

واوِ عاطفہ کے بارے میں فقہاء نے غور وغوض فرمایا کہ یہ ترتیب کی متقاضی ہے یا جمع کی۔ امام شافعیؒ کا مشہور مذہب اس کے بارے یہ ہے کہ یہ ترتیب کے لیے ہے جبکہ اصحاب امام ابوحنیفہ اس رائے کی جانب گئے ہیں کہ یہ جمع کے لیے ہے۔ اس مسئلہ میں دونوں گروہوں سے لغزش ہوئی۔ چنانچہ جس کا یہ قول ہے کہ یہ ترتیب کے لیے ہے تو اس نے اہل عرب کی زبان میں تصرف کر دیا (اور اس پر خود حَکَم بن گیا) حالانکہ ہم ان کی لغت اور زبان سے بے اختیار یہی سمجھتے ہیں جب کوئی کہے رایت زیدا و عمرا (میں نے زید و عمر کو دیکھا) کہ اس کا مقصد یہ بتانا نہیں ہے کہ زید کو دیکھنے کا عمل مقدم ہے (اور عمر بعد میں نظر آیا) بلکہ گفتگو کرنے والا اور مخاطب دونوں جانتے ہوئے کہ عمر کو دیکھنا پہلے تھا لیکن اس طرح کہہ کے نظمِ کلام میں حسن پیدا کیا۔

انتہائی مضبوط شواہد (واؤ کے) ترتیب کے لیے ہونے کے دعویٰ کو باطل قرار دیتے ہیں۔ اہلِ عرب نے واؤ کے باب تفاعل میں (عطف کے لیے) استعمال کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں تقاتل زید و عمرو (زید و عمر نے باہم مقاتلہ کیا) اور اگر وہ کہیں کہ تقاتل زید ثم عمرو (زید نے جنگ کی پھر عمرو نے) تو وہ اس کے بعد ہوگا۔ پس اگر کہا جائے: جب کوئی شوہر اپنی غیر مدخولہ بیوی سے کہے انت طالق و طالق۔ (تو مطلقہ ہے اور تو مطلقہ ہے) اسے، ایک طلاق ہوگی، اور دوسری طلاق اس کو لاحق نہیں ہوگی۔ اگر واؤ جمع کی مقتضی ہوتی تو اس کو دوسری طلاق بھی لاحق ہو جاتی۔ جیسا کہ دو طلاقیں دی جاتی ہیں جب عورت سے کہا جائے: **انت طالق تطليقتين** ۔ (تو دو طلاقوں کے ساتھ مطلقہ ہے) یہ ایسا التباس ہے جسکی مثال (عربی) زبان کے ماخذوں میں موجود نہیں۔ دوسری طلاق کے عورت کو لاحق نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ طلاق ثانی صدرِ کلام کی تفسیر و توضیح نہیں۔ کلام اول ایک مکمل کلام ہے۔ اس لیے وہ اس سے بائن ہو جائے گی۔ اور جب کسی نے کہا **انت طالق تطليقتين** ۔ (تو دو طلاقوں سے مطلقہ ہے) تو بعد والا قول، پہلے کلام کے مکمل ہو جانے کے بعد، اس کے بیان کے حکم میں ہے، چنانچہ یہ کلام اس کے بعد ہے۔ یہ اس دلیل

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس کے قول کو رد کرنے کی وجہ ہے جو رائے رکھتا ہے کہ واؤ ترتیب کے لیے ہوتی ہے۔
جس نے یہ گمان کیا یہ واؤ جمع کئے لیے ہے تو وہ بھی (عربی زبان کے قواعد میں) تصرف کرنے والا ہے۔ جبکہ ہم قطعی طور پر جانتے ہیں کہ جب کوئی کہے رأیت زید وعمرا تو اس کا مقتضیٰ یہ نہیں ہوتا کہ (وہ بتائے کہ) اس نے ان دونوں کو ایک بارگی دیکھا۔
پس حرف واؤ کا اقتضا عطف واشتراک ہے۔ اور اس میں جمع و ترتیب کی کوئی علامت موجود نہیں۔"

امام الحرمین جوینی نے جس رائے کو ترجیح دی ہے عام اہل لغت کا یہی مذھب ہے اور علماء احناف کی اکثریت نے اسی کو اختیار کیا ہے برخلاف اس کے جس کی طرف امام الحرمین نے اصحاب ابی حنیفہ کو منسوب کیا ہے۔

اس اختلاف کی بناء پر احناف کے نزدیک اللہ کے ارشاد:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ﴾ (۲۱)

"اے ایمان والو جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو (پہلے) اپنے چہروں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو۔ اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوؤ۔"

میں حروف عطف "واؤ" مطلق شرکت کے لیے ہے یعنی صرف حکم میں معطوف علیہ اور معطوف شریک ہیں اس لیے وضو میں ترتیب فرض نہیں ہے۔ (۲۲) جبکہ شوافع کے نزدیک واو ترتیب کے معنی پر دلالت کرتا ہے اس لیے وہ وضو میں ترتیب فرض بتاتے ہیں۔

کبھی واو حال کے معنی میں بھی آتا ہے۔

علامہ بزدوی فرماتے ہیں:

"وقد یستعار الواو للحال وھذا معنی یناسب معنی الواو لان الاطلاق یحتمله" (۲۳)

"(کبھی) واؤ حال بیان کرنے کے لیے مستعار ہوتا ہے۔ یہ معنی واؤ کے (اصل وحقیقی) معنی کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ کیونکہ مطلق اس کا احتمال رکھتا ہے۔"

علامہ عبدالعزیز بخاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"یعنی لما کانت الواو لمطلق الجمع کان الاجتماع الذی بین الحال وذی الحال من محتملاته لان المطلق یحتمل المقید فیجوز استعارتها لمعنی

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

الحال عند الاحتیاج، قال اللہ تعالیٰ: ﴿حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ (زمر ۷۳) ، ای وقد فتحت ابوابھا. قیل ابواب جھنم لا تفتح الا عند دخول اھلھا فیھا واما ابواب الجنة فمتقدم فوحھا بدلیل قولہ: ﴿جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ﴾ (صٓ: ۵۰) وذلک لان تقدیم فتح باب الضیافة علی وصول الضیف اکراما لہ وتاخیر فتح باب العذاب الی وصول المستحق لہ الیق بالکرم فلذلک جیء بالواو کانہ قبل حتی اذا جاء وقد فتحت ابوابھا قیل وجب اذا محذوف ای اذا جاء وھا وکانت ھذہ الاشیاء التی ذکرت الی قولہ ﴿فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ﴾ (زمر:۷۳) دخلوھا ونالوا المنی. وانما حذف لانہ فی صفة ثواب اھل الجنت فدل بحذفہ علی انہ شیء لا یحیط بہ الوصف" (۲۴)

"یعنی جب واؤ مطلق جمع کے لیے ہو تو یہ اس کا متحمل ہوگا کہ اجتماع حال اور ذی الحال مراد ہو۔ کیونکہ مطلق، مقید ہونے کا احتمال رکھتا ہوتا ہے اس لیے جائز ہے کہ اس کو ضرورت کے وقت استعارتاً حال کے معنی میں استعمال کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ جب وہ آئیں گے تو ان کے دروازے کھول دیئے گئے ہوں گے۔ یعنی تحقیق اس کے دروازے کھلے ہوں گے۔ کہا گیا جہنم کے دروازے کھلے نہیں ہوں گے بلکہ اس کے اہل کے عین داخل ہونے کے وقت انہیں کھولا جائے گا۔ اور جہاں تک جنت کے دروازوں کا تعلق ہے تو وہ پہلے سے ہی کھلے ہوں گے اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے: ﴿جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ﴾ یعنی جنات عدن ان کے لیے جن کے دروازے کھلے ہوں گے۔ اور یہ اس لیے ہوگا کہ مہمان کی آمد سے قبل ہی میزبان کا دروازہ کھلا ہونا مہمان کا اکرام ہوتا ہے۔ اور عذاب کے مستحق کے لیے اس کے دروازے دیر سے کھلنا کہ (معذّب) اس میں داخل ہو کرم کے زیادہ قریب ہے۔

اس لیے یہاں واؤ کے ساتھ آیا گویا کہا گیا کہ ﴿حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ اور یہ کہا گیا ہے اذا کا جواب یہاں محذوف ہے یعنی جب وہ آئیں گے اور یہ سب چیزیں جن کا ذکر کیا گیا اس سے مراد ہیں ﴿فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ﴾ وہ اہل جنت اس میں داخل ہوں گے اور اپنی آرزو کو پالیں گے۔ حذف اس لیے ہے کہ وہ اہلِ جنت کے ثواب کی صفت ہے تو اس کے حذف کے ذریعے اس بات پر دلالت کی گئی کہ یہ ایسی چیز ہے جسے کوئی بیانِ وصف احاطہ میں

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نہیں لا سکتا۔''

علامہ سرخسی بھی علامہ بزدوی کی تائید میں فرماتے ہیں:

''وقد تکون الواو بمعنی الحال لمعنی الجمع ایضا فان الحال یجامع اذا لها، و منه قوله تعالیٰ: ﴿حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ ای: جاؤها حال ما تکون ابوابها مفتوحة.'' (۲۵)

''واؤ کبھی حال کے معنی میں سے ہوتا ہے جو کہ جمع کے معنی بھی دیتا ہے۔ کیونکہ حال اس کے ساتھ جمع ہوتا ہے فرمان باری تعالیٰ اسی معنوں میں ہے:﴿حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ یعنی وہ جب آئیں گے تو صورت حال یہ ہوگی کہ جنت کے دروزے کھلے ہوں گے۔''

امام الحرمین جوینی سیبویہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

''قال سیبویه: قد ترد (الواو) بمعنی اذ، وهی التی تسمی واو الحال، قال لله تعالیٰ: ﴿ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَ طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ (۲۶) ای اذ طائفة ﴿قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ .''(۲۷)

سیبویہ کا قول ہے: واؤد کا معنی اذ بھی ہوتا ہے اور واؤ کا اس کے معنی کو حال کا نام دیا جاتا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے:﴿ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَ طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ (پھر اللہ نے تم پر غم کے بعد تسکین نازل کی جو ایک اونگھ تھی جس نے تم میں سے ایک گروہ کو گھیر لیا اور ایک گروہ کو اپنی جانوں کو فکر لگ گئی) ای اذ طائفة ﴿قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ (یعنی وَ طَآئِفَةٌ تقدیر کلام میں اذ طائفة ہے)۔''

ابن ہشام نے آیت مذکورہ میں واؤ ''واوالحال'' ہے اس قول کی نسبت مبرد، فارسی اور علماء نحو کی ایک جماعت کی طرف کی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

''وقیل: هی واو الحال، ای جاؤها مفتحة ابوابها کما صرح بمفتحة حالا فی ﴿جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ﴾ وهذا قول المبرد والفارسی وجماعة، قیل: وانما فتحت لهم قبل مجیئهم اکراما لهم عن ان یقفوا حتی تفتح لهم.''(۲۸)

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''اور یہ کہا گیا ہے کہ یہ واؤ حال کے لیے ہے۔ یعنی وہ جب آئیں گے تو ان کے لیے اس (جنت) کے دروازے کھلے ہوں گے جیسا دروازوں کے مفتوح ہونے کے لیے حال کی تصریح اس آیت میں ہے: ﴿جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ﴾ یہ مبرد، فارسی، اور (نحویوں کی) ایک جماعت کا قول ہے۔ کہا گیا ہے۔ کہ ان کی آمد سے پہلے اکراماً ان کے لیے ان (دروازوں) کو کھول کے رکھا جائے گا تا کہ انہیں کھولے جانے کا انتظار نہ کرنا پڑے۔''

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ واو کا عطف کے لیے ہونا واو کے حقیقی معنی ہیں اور واو کا حال کے لیے ہونا اس کے مجازی معنی ہیں اور ان دونوں کے درمیان علاقہ یہ ہے کہ واو مطلقاً عطف کے لیے ہے اور مطلق عطف کی ہی ایک قسم عطف بطریق اجتماع ہے اور یہ ظاہر ہے کہ حال اپنے ذوالحال کے ساتھ جمع ہوتا ہے اس لیے یہ بات جائز ہے واو سے وہ حال مراد لیا جائے جو ذوالحال کے ساتھ جمع ہونے کا تقاضا کرتا ہے پس یہ ذکر مطلق ارادہ مقید کی قسم سے ہوگا یعنی مطلق عطف ذکر کر کے اس سے مقید یعنی عطف بطریق اجتماع جس کو حال کہتے ہیں مراد لیا گیا۔ مطلق بول کر مقید مراد لینا مجاز کی انواع میں سے ایک نوع ہے دوسرا علاقہ یہ ہے کہ حال درحقیقت ذوالحال کی صفت ہوتا ہے اور صفت اپنے موصوف کے ساتھ جمع ہوتی ہے لہذا حال اپنے ذوالحال کے ساتھ جمع ہوگا۔ پس واو کے حقیقی معنی اور مجازی معنی وصف جمع میں مشترک ہیں اور مجاز کے لیے حقیقی معنی کے ساتھ اتنی مناسبت کافی ہے۔

علامہ نسفی فرماتے ہیں:

''وقد يكون الواو للحال، لان الحال يجامع ذا الحال الانه صفته فى الحقيقة فيكون مجامعا له فيناسب معنى الواو لانه لمطلق الجمع فاشتركا فى وصف الجمع، او لان الواو لما كان لمطلق العطف احتمل ان يكون بطريق الاجتماع، لانه نوعه كالرقبة كحتمل ان يقع على الهندى الانه نوعها فجاز ان يراد بالواو والحال المقتضية للجمع عند الدلالة، ومنه قوله تعالىٰ: ﴿حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ اى: اذا جاؤها، جاؤها و ابوابها مفتوحة، فقيل ابواب جهنم لا تفتح الا عند دخول اهلها فيها، واما ابواب الجنة فمتقدم دليل قوله تعالىٰ: ﴿جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ﴾ فلذا جىء بالواو كانه قال حتى اذا جاؤها، جاؤها وقد فتحت ابوابها. وهذا لانه فى بيان الانعام لاهل السلام، واللائق بكرم الكريم ان تكون ابواب داره التى هى مظنة

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

التعظيم والتجيل مفتوحة حال الوصول وابواب داره التى هى موضع التعذيب والتنكيل غيره مفتوحة." (۲۹)

"واوَ یہاں حال کے لیے ہے کیونکہ حال، صاحب حال کے ساتھ جمع ہوتا ہے کیونکہ حال اس کی حقیقی صفت ہوتا ہے تو وہ اس کے ساتھ جمع ہوتا ہے پس یہ معنی واو کے (حقیقی) معنی سے مناسبت رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ مطلقا جمع کے لیے ہوتا ہے تو یہ دونوں (حال اور ذوالحال) وصف جمع میں مشترک ہوں گے۔

یا اگر واوَ جب مطلقا عطف کے لیے ہوتا ہے تو اسکا احتمال ہوتا ہے یہ کہ یہ عطف (اشتراک) بطریق اجتماع ہو۔ کیونکہ یہ بھی اس کی ایک (معنوی) نوع ہے جیسے رقبہ کا لفظ اس کا احتمال رکھتا ہے وہ اس کو ہندی (شخص) پر واقع سمجھا جائے گا کیونکہ یہ رقبہ کی ایک نوع ہے اس لیے یہ جائز ہے کہ وہ واوَ سے حال مراد لیا جائے۔ اور حال دلالت کے وقت جمع کا متقاضی ہوتا ہے۔ اس کی مثال اللہ کا فرمان ہے: ﴿حَتّٰىۤ اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ یعنی وہ جب آئے تو اس (جنت) کے دروازے کھلے تھے۔ چنانچہ کہا گیا جہنم کے دروازے جب وہ داخل ہونے کے لیے پہنچیں تو کھلے نہیں ہوں گے جنت کے دروازے پہلے ہی کھلے ہونے کی دلیل یہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ ﴿جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ﴾ اس لیے یہاں واوَ لایا گیا گویا یہ فرمایا گیا: ﴿حَتّٰىۤ اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ یہ (اسلوب) اس لیے ہے کہ اہل سلام کو عطا کیے جانے والے انعام کا بیان ہو۔ اور کریم (رب) کے کرم کی شان کے جو لائق ہے اس کا اظہار ہو اور وہ یہی ہے اس کے ممکنہ گھر کے دروازے کھلے ہوں تا کہ تعظیم و تکریم ہو سکے۔"

خلاصہ یہ ہے کہ واوَ کلمہ مطلق عطف کے لیے آتا ہے اور اس کے معنی میں ترتیب و مقارنت ملحوظ نہیں ہوتی علماء حنفیہ کی اکثریت کا یہی مذہب ہے۔ بعض شوافع کے نزدیک واوَ ترتیب پر دلالت کرتا ہے، واوَ کبھی حال کے معنی میں استعمال ہوتا ہے،۔ جس کے قرآن میں نظائر موجود ہیں۔

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حواشی وحوالہ جات

۱۔ راغب، اصفہانی، حسین بن محمد، مفردات فی غریب القرآن، کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، س۔ن، ۵۷۲

۲۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، جمال الدین، لسان العرب، نشر ادب الحوزہ، ۱۴۰۵ھ، ۲۴۹/۹

۳۔ بخاری، عبدالعزیز بن احمد، کشف الاسرار شرح المصنف علی المنار، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، طبع اول، ۱۹۹۷ء، ۱۶۰/۲

۴۔ ایضا،

۵۔ سیوطی، عبدالرحمٰن، جلال الدین، الاشباہ والنظائر فی النحو، بیروت، دارالکتب العلمیہ، طبع اول، ۱۹۹۰ء، ۱۰/۲، ۱۱

۶۔ بزدوی، علی بن محمد، کنز الوصول الی معرفۃ الاصول، کراچی، امیر محمد کتب خانہ، س۔ن، ۹۰

۷۔ سرخسی، محمد بن احمد، اصول، دارالمعارف النعمانیہ، طبع اول، ۱۹۸۱ء، ۲۵۱/۱

۸۔ کشف الاسرار، ۲۷۹/۲

۹۔ القرآن ۲: ۱۵۸

۱۰۔ ایضا ۲۲: ۷۷

۱۱۔ ایضا ۳: ۴۳

۱۲۔ ملاجیون، شیخ احمد، شرح نور الانوار علی المنار، دارالکتب العلمیہ بیروت، طبع اول ۱۹۸۶م، ۲۸۰/۱-۲۸۲

۱۳۔ زرکشی، محمد بن عبداللہ، بدرالدین، البرہان فی علوم القرآن، بیروت، دارالفکر، ۱۹۸۸ء، ۱۳۷/۱، ۱۳۸

۱۴۔ القرآن ۵: ۶

۱۵۔ واو ترتیب پر دلالت نہیں کرتا بلکہ مطلق شرکت مراد ہوتی ہے کی وضاحت کے لیے علامہ الزجاج قرآن سے متعدد مثالیں نقل فرماتے ہیں ان میں صرف دو ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

ومن ذلک قوله تعالیٰ: ﴿وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾

وقال عز من قائل فی سورۃ الاعراف: ﴿وَ قُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ والقصه قصة واحده ولم يبال بقديم الدكول وتاخيره عن قوله الحطة

اور دوسری مثال بیان فرماتے ہیں:

ومن ذلک قوله تعالیٰ: ﴿يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِىْ وَ ارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ والسجود قبل الركوع، ولم يبال بتقديم ذكره لما كان بالواو، (اعراب القرآن، ۹۵)

۱۶۔ اصول بزدوی، ۹۴

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۷۔ کشف الاسرار،۲/۱۸۱،۱۸۲

۱۸۔ اصول سرخسی،۱/۲۲۰

۱۹۔ القرآن ۳:۱۵۴

۲۰۔ البرہان،۱/ ۱۳۸

۲۱۔ مغنی اللبیب،۴۷۶

۲۲۔ کشف الاسرار،۱/۲۸۹

۲۳۔ اصول بزدوی،۹۶

۲۴۔ کشف الاسرار،۲/۱۸۹

۲۵۔ اصول سرخسی،۱/۲۲۲

۲۶۔ کشف الاسرار،۲/۲۹۴

۲۷۔ شرح نور الانوار،۱/۲۹۴

۲۸۔ آمدی، علی بن أبو علی، سیف الدین، الاحکام فی اصول الاحکام، مصر، دار الحدیث خلف الجامع الازہر، س۔ن، ۱/۵۱

۲۹۔ البرہان،۱/۱۳۹

This document was created by an application that isn’t licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.